پاکستان کی لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء کا اسلامی قوانین لیبر کی روشنی میں جائزہ

A Review of Pakistan Labour Policy 2002 in the Light of Islamic Labour Laws

میمونہ یاسمین*

ABSTRACT

Being a vital element of economy of any country, labour should be given considerable importance. Islam 'therefore' gave much importance to labour and delineated their rights at the time when nobody was familiar of law. It confined its laws not to the labours only but expanded to the other elements of labour-related matters. It defined new terminologies in the connection. Piety instead of rank and grandeur going honor, equality and respect are declared main ethics for the labours. Holy Qura'n and Sunnah have employed extended terminology for labour, and entrepreneur the right bestowed to the labours by Islam have not been recognized by any other religion.

Pakistan is an ideological Islamic state founded on Islamic Principles. Different labour policies and laws have been formulated in Pakistan to give labourers their proper place and rights. Labour Laws should be harmonized with Islamic teachings, so that the labours could get their rights properly. The article is a review of Pakistan Labour Law 2002 in the light of Islamic Labour Laws. The study explains to what extant Pakistan Labour Law 2002 is according to the Islamic Labour Laws.

کسی ملک کی مجموعی قومی ترقی اور خوشحالی کا انحصار بڑی حد تک اس ملک کے زرعی، صنعتی اور تجارتی شعبوں کی کارکردگی پر ہے اور ان تینوں شعبوں میں بنیادی کردار "محنت کش" ادا کرتے ہیں۔ گویا کہ معاشی ترقی اور محنت کشوں کی فلاح و بہبود ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جو صنعتی ترقی کے ارتقائی دور سے گزر رہا ہے، محنت کشوں کے اس مثبت کردار کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ پاکستان کے محنت کش طبقہ کے مسائل (معاشی و سماجی) کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے کیونکہ اسلامی مملکت ہونے کے ناطے اسکا فرض ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا

---

* میمونہ یاسمین، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ڈھوک الٰہی بخش، راولپنڈی، پاکستان۔

پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا انتظام کرے جس کا عملی ثبوت عہدِ رسالت و عہد خلفائے راشدین سے ملتا ہے۔ پاکستان میں مزدوروں کے حقوق متعین کرنے اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کیلئے وقتاً فوقتاً چند ایک لیبر پالیسیاں اور لیبر قوانین مرتب کیے گئے، لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ پاکستان کے لیبر قوانین اور موجودہ لیبر پالیسی مجریہ ۲۰۰۲ء کس حد تک اسلامی تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے۔ نیز یہ کہ کہاں تک مزدوروں کی سماجی و معاشی ترقی اور فلاح میں معاون ثابت ہوتی ہے؟

ا۔ اسلام میں آجر و اجیر کے لیے اصطلاحات کی وسعت اور مقام و منصب

ترقی یافتہ معیشت کے حامل ممالک ہوں یا ایشیائی معیشت کا شہنشاہِ جاپان، ان سب کا انحصار وہاں کے سب سے مضبوط طبقے محنت کش پر ہے[1]۔ اسلام دنیا کے تمام آفاقی نظاموں میں سب سے آخر میں آنے والا منشورِ انسانی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں تمام مسلمانوں کیلئے جو منشورِ عالمِ انسانی پیش کیا تھا، وہ آج بھی اتنا ہی تابناک ہے جتنا آج سے چودہ سو سال قبل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[2]۔ (اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے ایک دوسرے کی پہچان کے لیے بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں فخر و غرور اور جاہ و منصب کی بناء پر تقویٰ کی مسند حاصل نہیں ہوتی کیونکہ اسلام نے محنت کشوں کو باوجود اس امر کہ یہ طبقہ معاشرے کا سب سے پس ماندہ طبقہ تھا، جس طرح نوازا اور جو عزت و توقیر عطا فرمائی، وہ آج بڑے بڑے شہنشاہوں صدروں اور وزیروں کو بھی نصیب نہیں ہے۔

ا۔ آجر و اجیر کی اسلامی اصطلاحات کا اطلاق اور وسعت

الف۔ آجر: آجر وہ شخص ہے جو کسی سے اُجرت پر کام لے رہا ہو۔ اسے "مستاجر" بھی کہا جاتا ہے۔

ب۔ اجیر: اجیر یا محنت کش: محنتی، جفاکش، کوشاں، ساعی، مزدور، اجیر[3]۔

قرآن پاک میں مزدور کیلئے ایک اور اصطلاح "اجیر" بھی استعمال ہوئی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کے قصے کے تحت مذکور ہے:

﴿قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾[4]۔ (ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ اے ابّا جان! تم اسے (موسیٰؑ کو) اُجرت پر رکھ لو جنھیں تم مزدور بناؤ، بے شک ان میں وہی بہتر ہے جو طاقتور اور امانتدار ہے)۔

اجیر سے مراد وہ مزدور ہے، جو کہ کام کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ چاہے وہ اجیر خاص ہو یا اجیر مشترک۔
آجر کی اصطلاح تو واضح ہے، البتہ قرآن پاک میں اجیر کیلئے چند ایک مخصوص اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ مثلاً

۱۔ **الکاسب:** کاسبٌ سے مراد حصول رزق کیلئے کوشش کرنے والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اجیر کے لیے "الکاسب" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے۔

۲۔ **فقیرٌ:** قرآن پاک میں ایک مقام پر لفظ "فقیر" ایک ایسے مزدور کیلئے استعمال ہوا ہے جو جسمانی حیثیت سے تو تندرست و توانا ہے اور امانت دار بھی ہے لیکن زمانے نے اسے بے روزگار بنا رکھا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے قصے میں مذکور ہے:۔

﴿فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾(۵)۔

(پس (موسیٰؑ نے) ان دونوں کی (بکریوں کو) پانی پلایا اور پھر چھاؤں کی طرف لوٹ آئے، پھر کہا! اے میرے ربّ: بے شک میں اس نعمت کا جو تو میری طرف نازل کرے، محتاج ہوں)۔

اس آیت میں "فقیر" کا لفظ ایک تنومند اور امانتدار لیکن بے روزگار مزدور کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ **مسکین:** مزدور کیلئے ایک اور اصطلاح "مسکین" بھی استعمال کی گئی ہے جو کہ "مساکین" کا واحد ہے۔
امام بیضاوی کے مطابق مسکین کا لفظ 'سکون' سے ماخوذ ہے، جس کو عجز نے ساکن کر دیا ہو(۶)۔

۴۔ **جدید اصطلاح:** شوکت سبز واری اجیر کی جدید اصطلاح کے ضمن میں اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

"جدید معاشیات میں لفظ (Labour) عام مزدور کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے اور مزدور سے، جیسا کہ (Dictionary of Sociology) میں ہے، مراد ہے محنتی (Wage Labour) یعنی وہ شخص، جسے عام ماہرانہ یا گیر ماہرانہ کام یا خدمت کے صلے میں کوئی معاوضہ (Wage) دے کر رخصت کر دیا جائے (Productive activity paid for by someone else) عربی میں محنتی کو اجیر (اُجرت پانے والا) کہتے ہیں، "کاسب" اور "اجیر" دونوں پر "لیبر" کا اطلاق ہوا ہے"(۷)۔

مزدور کو آج کل زبان میں "کمیرا" اور "سخری" بھی کہا جاتا ہے، مفردات القرآن میں ہے:
"الّذی یتهر فیتسخر بارادته"(۸)۔
(جو اپنی ضرورتوں سے مجبور ہو کر اپنی خوشی یا ارادے سے کام میں لگ جائے)۔

ان سب اصطلاحات میں ایک بات مشترک ہے کہ اس میں تحصیل معاش کے لیے انسانی توانائی کا عمل دخل کارفرما ہوتا ہے۔

۲۔ اسلام میں آجر واجیر کا مقام و منصب

اسلام چونکہ دین فطرت ہے لہٰذا اس نے نہایت عادلانہ طرز پر آجر واجیر کے منصب میں معتدل توازن قائم کیا ہے جس کی بناء پر مسلم معاشرہ طبقاتی کش مکش کا شکار نہیں ہوتا۔

الف۔ قرآن حکیم کی روشنی میں مقام و منصب

قرآن و سنت میں دیگر احکامات کی طرح محنت واُجرت کے حوالے سے محنت کار کا مقام و منصب بھی واضح ہے۔ جس کے تحت مزدور کو اس عادلانہ نظام میں پوری پوری مزدوری ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دنیا کے بعض نظاموں میں مزدور کو حقیر اور ادنیٰ مخلوق سمجھا جاتا رہا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی زیادتیوں کو بھی روا رکھا جاتا رہا جس کے ردِّعمل کے طور پر بہت سی خرابیوں نے جنم لیا اور مزدوروں کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرمایہ داروں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن اسلام میں ایسا کوئی تصوّر نہیں پایا جاتا(۹)۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾(۱۰)

(اے انسانو! (جن میں آجر واجیر دونوں شامل ہیں) اللہ سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا)۔

اس دنیاوی کامیابی کیلئے محنت کار کو جہدِ مسلسل کو اپنا شعار بنانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بھی فرماتا ہے:

﴿أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم﴾(۱۱) (بے شک میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا)۔

ب۔ احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ نے بے شمار مقامات پر آجر واجیر کے مقام و منصب پر روشنی ڈالی ہے اور اُن کے حقوق و فرائض سے آگاہی دلائی ہے اور فرمایا: "خير الكسب كسب العامل اذانصح"(۱۲)۔

(بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ کام خلوص اور خیر خواہی سے کرے)۔

لیکن مزدور کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ آجر، اجیر کی مزدوری اس کی بنیادی ضروریات زندگی کو پیشِ نظر رکھ کر طے کرے، اس ضمن میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل واليلبسه مما يلبس"(۱۳).

(پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو وہ اُسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہو اور اُسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہو)۔

نبی اکرم ﷺ نے مزدور کی مزدوری کے سلسلے میں ایک شہرہ آفاق قانون پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''أعطو ا الاجير أجره قبل أن يجف عرقه''(۱۴)۔

(مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کیا کرو)۔

ج۔ صحابہ کرامؓ کا عمل

خلفائے راشدین کا یہی عمل رہا تھا کہ اپنے اور اپنے غلاموں میں امتیاز روا نہیں رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب فاروق اعظمؓ معاہدہ صلح کے لیے بیت المقدس روانہ ہوئے تو غلام کی سواری اور آپ کی سواری میں کچھ فرق نہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ اکثر مدینے کے باہر تشریف لے جاتے اور اگر کسی شخص کو اس طرح کام کرتے ہوئے دیکھتے کہ جو اس کی برداشت سے باہر ہوتا تو اس کے آجر کو اس کی طاقت کے مطابق کام لینے پر مجبور کرتے۔[۱۵] حضور ﷺ نے آجر کو اجیر سے بقدر استطاعت کام لینے کی ہدایت کی:

(ولا يكلّف من العمل إلا ما يطيق)(۱۶)۔

"اور کام لینے میں اسے اتنی تکلیف نہ دی جائے جو کہ وہ برداشت نہ کر سکے"۔

اسلام نہ صرف آجر و اجیر کی مقامِ شرف کے اعتبار سے مساوات کا قائل ہے بلکہ وہ ان کے باہمی حقوق وفرائض کا تعین کرتے ہوئے اجیر کے لیے بہتری و بھلائی کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔

پاکستان کی لیبر پالیسی کا ارتقائی جائزہ اور مزدور کی فلاح و بہبود کے اقدامات

ا۔ مزدوروں کی فلاح کا وسیع تر مفہوم

عام زبان میں "مزدور کی فلاح" سے مراد ان تمام سہولتوں کو مہیا کرنا ہے جو مزدوروں کی کارکردگی اور معیارِ زندگی بڑھانے کیلئے ضروری ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "لیبر ویلفیئر" سے مراد وہ اقدامات ہیں جو حکومت قوانین کی شکل میں مزدوروں کے لیے کرتی ہے۔

المختصر یہ کہ لیبر ویلفیئر میں وہ تمام سہولتیں شامل ہیں جو حکومت اور صنعت کار مزدوروں کی فلاح و

بہبود

کے لیے مہیا کریں۔ مثلاً بنیادی حقوق کی فراہمی وغیرہ۔

۲۔ اسلامی نقطہ نظر سے یومِ مئی کا جائزہ

یومِ مئی در حقیقت سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ایک احتجاج ہے۔ اسلام نے محنت کشوں کو جو حقوق عطا کیے ہیں وہ کسی اور مذہب نے عطا نہیں کیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ولا یکلفه من العمل ما یخلبه''[17]۔

(اور اسے اس کام کی تکلیف نہ دو جو اس سے نہ ہو سکے)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''فان کلفه ما یخلبه فلیعنه علیه''[18]۔

(پس اگر اس کام کی اس کو تکلیف دے جو اس سے نہیں ہو سکتا تو خود اس کی مدد کرے)۔

خواجہ علی حیدر مزدوروں کے عالمی دن کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

''ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ دنیا کے ایک عظیم ترین محنت کش تھے اور ان تمام معمولی خواہشات سے مبرّا تھے جن کے لیے دنیا والے تگ و دو کرتے ہیں، اس لحاظ سے وہ دنیا کے عظیم ترین انسان تھے جنھوں نے فرمایا کہ 'محنت کش خواہ کسان ہو' ترکھان ہو، نائی ہو یا دھوبی۔ غرض ہاتھوں کی مشقت کرنے والا ہر شخص مزدور کی حیثیت سے معاشرہ کا ایک حصہ ہے اور معاشرہ میں مساوی مقام رکھتا ہے''[19]۔

لہٰذا پاکستانیوں کو یومِ مئی مذہب اسلام کے حوالے کے پیش نظر منانا چاہیے اور متحد اور فعال قوّت کی صورت میں اپنے وطن کی تعمیر و ترقی، خوشحالی اور پیداوار میں اضافے کا باعث بننا چاہیے۔

۳۔ پاکستان کی لیبر پالیسی کا ارتقائی جائزہ (اہم نکات پر ایک نظر)

۱۹۴۷ء کی آزادی سے قبل ہندوستان میں برطانوی حکومت کے دوران لیبر مارکیٹ کا انتظامی و اداراتی ڈھانچہ کارفرما تھا اور آزادی کے بعد صنعتی تعلقات اور معاشی ترقی کے لیے پاکستان کے مضبوط نظام کرنے پر زور دیا۔

برصغیر میں سب سے پہلے ۱۹۳۴ء میں فیکٹری ایکٹ پاس ہوا تھا جو سماجی تحفظ کی جانب پہلا اہم قدم تھا۔ اب تک اس قانون میں بہت سی تبدیلیاں لائی جا چکی ہیں۔ اس قانون کے تحت چھٹی معہ تنخواہ کے، کینٹین، علاج کی سہولتیں اور دوسرے تحفظ کے انتظامات کیے گئے۔ اس قانون کے تحت کوئی مل کا مالک بچوں کو فیکٹری میں ملازم نہیں رکھ سکتا۔ اس کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ کیا جاتا ہے۔

یہ قانون فیکٹری کے اندر صفائی، ہوا، پانی اور روشنی کے انتظام سے متعلق ہے اور یہ قانون اُن فیکٹریوں پر لاگو کیا گیا جہاں بیس یا بیس سے زائد مزدور کام کرتے ہیں۔ اور اس قانون کی رو سے کسی بھی مزدور سے ہفتے میں ۴۸ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جائے گا اور مزدور کو ہفتے میں ایک چھٹی دی جائے گی اور خواتین سے رات کے وقت کام نہیں لیا جا سکتا[20]۔

قیام پاکستان کے بعد حکومت نے بالترتیب ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۲ء جس لیبر پالیسیوں کا اعلان کیا۔ جن میں یونین سازی کے فروغ، کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، صنعتی تنازعات کے حل اور کارکنوں کی شکایات کے ازالے کے لیے حقوق کا تعین کیا گیا۔ یہ پالیسیاں پاکستان کے توثیق شدہ ILO کنونشن پر عمل درآمد کا اہتمام بھی کرتی ہیں۔

پاکستان میں لیبر قوانین اور ILO کے عالمی منشور کے عملی نفاذ کا جائزہ (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

قیام پاکستان کے بعد ہمیں برطانوی حکومت کے رائج کردہ قوانین محنت ورثہ میں ملے تاہم ان میں وقت اور تبدیل شدہ حالات کے مطابق ترجیحات کی گئی ہیں۔ اور بہت سارے نئے قوانین بھی رائج کیے گئے۔ ان کو "لیبر کوڈ" (Labour Code) کا حصہ قرار دیا جاتا ہے اور یہ "قوانینِ محنت" کہلاتے ہیں۔[۲۱]

اگرچہ یہ سارے قوانین بیک وقت ہر ادارے اور ہر فیکٹری پر لاگو نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی ایک وقت میں درجن سے زائد قوانین کا چھوٹے چھوٹے اداروں پر اطلاق ہوتا ہے۔

ا۔ ILO کا عالمی منشور[۲۲]

(ILO) عالمی ادارہ محنت کے تحت انسانی حقوق کے عالمی منشور پیش کیا گیا۔ اس عالمی منشور میں تمام انسانوں (مرد و عورت) کو یکساں حقوق مہیا کیے گئے جس میں معاشی، معاشرتی، مذہبی و سیاسی حقوق شامل ہیں۔

پاکستان میں بنائے گئے قوانین بھی ILO کے بنیادی مقاصد پر مبنی ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

الف۔ اقوام عالم کی سماجی و اقتصادی خوشحالی ب۔ محنت کشوں کے لیے سماجی انصاف کا فروغ[۲۳]۔

۲۔ پاکستان کے لیبر قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

قیام پاکستان کے بعد جب وقت کے ساتھ ادارے بڑھنے لگے تو مزدوروں کے مسائل بھی بڑھنے لگے لہٰذا ان کے حل کے لیے حکومت نے وقتاً فوقتاً قوانین لیبر کے ذریعے ان کی فلاح و بہبود کے لیے اصلاحات کیں۔

پاکستان کے موجودہ لیبر قوانین کے حوالے سے لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء میں بھی لیبر قوانین کی تدوین کی تجویز پیش کی گئی تھی کہ "موجودہ لیبر قوانین کی بڑی تعداد اپنے احاطہ کار میں گڈمڈ (Overlapping) اور تعریف اور وسعت میں بے قاعدگی (Anomalous) کا شکار ہیں۔ لیبر قوانین میں تنوع اور پیچیدگی نے صنعتی تعلق کے نظام میں بگاڑ پیدا کیا ہے، لہٰذا موجودہ قوانین کو معقول بنانے اور مدوّن کرنے کی ضرورت ہے"[۲۴]۔

اس پالیسی میں یہ تجویز بھی دی گئی کہ لیبر قوانین کو صرف مندرجہ ذیل چھ بنیادی قوانین کی صورت میں آسان اور عام فہم بنایا جائے اور مدوّن کیا جائے:

۱۔ صنعتی تعلقات (کے قوانین)   ۲۔ شرائط ملازمت   ۳۔ اُجرتوں کی ادائیگی ۴۔ انسانی وسائل کی ترقی
۵۔ پیشہ وارانہ تحفظ اور صحت   ۶۔ بہبودِ کارکنان اور سماجی تحفظ(۲۵)۔

پاکستان کی لیبر پالیسی کی بنیاد ILO کے قوانین کو بناتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا گیا:

> "The Labour Laws and the system of labour administration in Pakistan will thus be brought in conformity with these standards to meet national objectives and international obligations''(26).

لیکن موجودہ دونوں نظاموں (کمیونزم اور سوشلزم) کے برخلاف عالمگیر مذہب اسلام نے مزدوروں کے لیے ایک نہایت واضح اور جامع منشور پیش کیا ہے جو کہ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل پیش کیا گیا تھا اور جس کے تحت تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں، چاہے کام کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''إخوانكم خولكم جعلهم الله تحت أيديكم فمن جعله الله أخاه تحت يده فليطعمه مما يأ كل ويلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل ما يغلبه فإن كلفه فليعينه''(۲۷)۔

آپ ﷺ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ اگر ملازم غلطی کرے تو کتنی بار معاف کیا جائے۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''كلّ يوم سبعين مرّة''(۲۸)۔ (ہر دن میں اگر ستر مرتبہ بھی غلطی کرے تو معاف کرو)۔

اسلام کی ان عالمگیر تعلیمات کی روشنی میں پاکستان کے چند ایک چیدہ چیدہ لیبر قوانین کا جائزہ لیا جاتا ہے:

۱۔ اُجرتوں سے متعلق قانون ۱۹۳۶ء (The payment of wages Act, 1936)

پاکستان میں صنعتی اور تجارتی کارکنان کے لیے ایک بڑی تکلیف دہ بات یہ تھی کہ ادائیگی میں اکثر تاخیر کی جاتی تھی یا جرمانہ کے نام پر رقم کاٹ لی جاتی تھی چنانچہ ۱۹۳۱ء کی سفارشات کے مطابق حکومت نے ۱۹۳۶ء میں یہ ایکٹ منظور کیا تھا جو کہ اب بھی رائج ہے اس کے مطابق:

۱۔ اس کا اطلاق پورے پاکستان کے فیکٹری یا منظّم مزدوروں پر ہوگا۔

۲۔ اُن اجرتوں پر جو اوسطاً ماہانہ تین ہزار روپے سے زائد ہوں، اس ایکٹ کا اطلاق نہیں ہوگا(۲۹)۔

پاکستانی قانونِ اُجرت یہ کہتا ہے کہ یہ قانون صرف سرکاری و منظّم ملازمین کی نمائندگی کرتا ہے جب کہ اسلام کی نظر میں ہر وہ شخص جو ہاتھ سے کمائی کرتا ہے مزدور کہلاتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے "اجارہ" کو تعاون اور معاونت میں شمار کیا ہے یعنی ایسے کل معاملات اور کاروبار جو دو فریقین کے باہمی مدد و امانت سے فائدہ مند ہوتے ہیں وہ باب "تعاون" میں شمار ہونگے۔ وہ فرماتے ہیں:

"معاونات کی چند اقسام ہیں اور اجارہ بعض لحاظ سے مبادلہ اور بعض لحاظ سے معاونت ہے"(۳۰)۔

۲۔ دی کول مائنز (اُجرت کے تعین کا) آرڈیننس ۱۹۶۰ء

(The Coal Mines (fixation of rates of wages) ordinance, 1960).

اس آرڈیننس کے تحت کوئلے کی کان کا مالک مقررہ اجرت سے کم اجرت نہیں دے سکتا۔ اگرچہ یہ ایک احسن قدم ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان میں مزدور کو اجرت کی ادائیگی کے سلسلے میں اسکا پورا حق نہیں ملتا للذا حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کرے اور اجرت کی ادائیگی میں باقاعدہ چیکنگ کرے اور اپنے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حکومت کی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمے جو حق ہے وہ اس سے نہ لے لوں"(۳۱)۔

لوگوں کو حقوق کی فراہمی کے سلسلے میں سب سے زیادہ زریں مثالیں حضرت عمر فاروقؓ کے زریں دور میں ملتی ہیں۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ساری ساری رات خوف خدا سے روتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے دریافت کرنے پر جواب دیا۔

"میرے حالات ایسے ہیں کہ مجھ پر پوری ملت کے سیاہ و سفید کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایسے محتاج جو میرے نزدیک ہیں یا دُور، اور جن کی زندگیاں کسمپرسی کے باعث تباہ ہو رہی ہیں (اور) وہ فقیر، وہ قیدی جو بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے بارے میں مجھ سے اللہ تعالیٰ ضرور جواب طلب کرے گا"(۳۲)۔

۳۔ دی پراونشل ایمپلائز سوشل سیکورٹی آرڈیننس ۱۹۶۵ء

(The provincial employes social security ordinance, 1965)

یہ پاکستانی کارکنان کے لیے صوبائی سطح پر سماجی تحفظ کا قانون ہے۔ اور اس کا اطلاق صنعتی، تجارتی، پیشہ ورانہ، زراعتی اور دوسرے اداروں پر ہوتا ہے۔ اس کے تحت کارکنان کی ماہانہ تنخواہ ۳۰۰۰ روپے تک تھی جو کہ ترمیمی آرڈیننس ۲۰۰۱ء کے تحت اجرت کی شرح ۳ ہزار روپے ماہانہ سے بڑھا کر ۵۰۰۰ روپے ماہانہ مقرر کر دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں اس قانون کے تحت کارکنان کو تحفظِ جان، طبّی امداد، بیمہ وغیرہ کی سہولیات بھی حاصل ہیں لیکن اس کے باوجود علاج کی مراعات حاصل نہیں ہوتیں۔

اگر اس قانون پر صحیح معنوں میں عمل درآمد ہو تو یہ کافی حد تک اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگی کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مرکز کے بجائے صوبائی سطح پر جانے سے مزدوروں کی حالت میں بہتری کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ روزنامہ ''جنگ'' کا مقالہ نگار اس قانون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''لیبر قوانین کا اطلاق صوبائی حکومت کے تحت کر دیا ہے، جس کے سربراہ خود صنعتی کارخانہ دار ہیں جو ان قوانین پر عمل نہیں کراتے لہٰذا اسے دوبارہ مرکزی حکومت کے حوالے کیا جائے''[۳۳]۔

اگرچہ صوبائی سطح پر اس قانون کا اطلاق ایک مؤثر قدم ہے اگر حکومت خود اس کی نگرانی کرے کہ آیا اس پر عملاً نفاذ ہو رہا یا نہیں۔

۴۔ چائلڈ لیبر ایکٹ ۱۹۹۱ء (The Child Labour Act, 1991)

۱۹۹۱ء میں چائلڈ لیبر ایکٹ نافذ کیا گیا اس کے چند ایک اہم نکات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ کام کے ادارہ جات میں دکان، فیکٹری، تجارتی ادارہ، فارم، ورکشاپ، ریستوران، ریلوے اسٹیشن، صنعت کاری ار رہائشی ہوٹل وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۔ بچوں کے لیے ہفتہ وار چھٹی لازمی قرار دی گئی۔ ۳۔ اوقاتِ کار ے گھنٹے یومیہ مقرر کیے گئے ہیں۔ ۴۔ عمر کی حد ۱۵ سال مقرر کی گئی[۳۴]۔

چائلڈ لیبر کے حوالے سے اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے ذہن میں جب یہ خیال آتا کہ فرات کے کنارے پیاس سے تڑپتے ہوئے کتے کے بارے میں بھی روز محشر انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا تو انہیں نیند نہ آتی۔

طبقات ابن سعد میں حضرت عمر فاروقؓ کا قول اسطرح مذکور ہے: ''لو مات جمل ضیاعاً علی شط الفرات لخشیت ان یسا لنی اللہ عنہ''[۳۵]۔ (اگر ساحلِ فرات پر کوئی بے سہارا اونٹ مر جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ مجھ سے اس کے بارے میں باز پرس کرے گا)۔

آج چائلڈ لیبر کے خاتمے کے حوالے سے کام کرنے والی ہزاروں نیم سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی کارکردگی کا یہ حال ہے کہ سالانہ ۲۲ ہزار بچے جبری مشقت کے دوران مختلف حادثات کی نذر ہو جاتے ہیں اور دنیا بھر کے ۲۴ کروڑ ۶۰ لاکھ بچوں میں ہر چھٹا بچہ ایسی مشقت پر مجبور ہے، جو اس کے ذہن، جسم اور خیالات پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت" کا مقالہ نگار چائلڈ لیبر قوانین پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ان قوانین کے باوجود بچوں کا استحصال ہو رہا ہے کیونکہ صنعت کار اور آجر بچوں اور ان کے غریب والدین کی مجبوریوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور اس کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں"(۳۶)۔

پاکستان کے ان لیبر قوانین کا جائزہ لینے سے یہ بات اُجاگر ہوتی ہے کہ اگرچہ یہ قوانین اعلانیہ حد تک تو ایک اچھی کاوش ظاہر کرتے ہیں لیکن عملاً ان پر مکمل طور پر نفاذ نہیں ہو رہا۔ لہٰذا اس اسلامی ریاست کو چلانے کے لیے محنت کے سلسلے میں اس دائمی دستور کو اپنانا چاہیے جو قرآن و سنت کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جو کہ اخلاقی تعلیمات کی بنیاد پر قوانینِ محنت وضع کرتا ہے۔ کتب فقہ میں "کتاب الاجارہ" کے تحت اسلامی قوانین محنت کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے جو اس سلسلے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اور صحیح معنوں میں ان کی مدد سے معاشی ترقی کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری لکھتے ہیں:

> "حکومت چاہے تو ان (اسلامی) اخلاقی تعلیمات کی مدد سے محنت و سرمایہ کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے قوانین سازی بھی کر سکتی ہے، محنت عدالتیں قائم کر سکتی ہے اور ایسے منصفین کا تقرر کر سکتی ہے جو اسلام کے قانون اجارۃ (محنت و معاوضہ) اور جدید صنعت کے پیداواری عمل کی پیچیدگیوں کا علم بھی رکھتے ہوں"(۳۷)۔

پاکستان کی لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

تاریخِ اسلامی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے خلفائے راشدین، مسلمان حکمرانوں اور بزرگان دین نے ہمیشہ محنت کو شعار بنایا اور دوسروں کو بھی محنت کرنے کی ترغیب دی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں:

> "اسلام نے آجروں اور مزدوروں کے درمیان حقوق اور ذمہ داریوں کی حد بندی کرنے کی تحریک کو جنم دیا۔ اسلام نے جہاں مزدور کے ساتھ روز مرہ کی اقتصادی کشمکش کی طرف توجہ دی، وہاں آجروں کی یہ ذمہ داری ٹھہرائی کہ وہ لوٹ کھسوٹ سے کام نہ لیں"(۳۸)۔

الغرض اسلام نے ایک ایسے معاشی نظام اور ایک ایسے معاشرے کا قیام کرنے کی تلقین کی جو ظلم واستحصال اور معاشی ناہمواریوں سے پاک ہو۔

حکومتِ پاکستان نے بھی مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے وقتاً فوقتاً قوانین مرتب کیے اور لیبر پالیسی کے ذریعے ان کی فلاح کی اصلاحات نافذ کیں۔ پاکستان کی لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء کے تعارف میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ:

"اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اور عالمی لیبر معیارات (Standards) مملکت کو تمام شہریوں، مرد و خواتین، جوان اور بوڑھوں، مسلم اور غیر مسلم کے لیے مساوی طور پر انسانی حقوق کے حصول کا قطعی فریضہ سونپتے ہیں۔ ان ہی اعتراف کے طور پر ایک نئی لیبر پالیسی تشکیل دی گئی ہے۔ جو کہ ۱۹۷۲ء کے بعد پہلی لیبر پالیسی ہے"[۳۹]۔

لیبر پالیسی کے اسلامی تعلیمات سے مماثل پہلو

پاکستان کی لیبر پالیسی کسی حد تک اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ بھی ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں چند اہم نکات کو بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ مزدوروں کے حقوق کا اعتراف

چنانچہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۲ء کو اسلام آباد میں وفاقی وزیر محنت نے اس لیبر پالیسی کا اعلان کیا۔
اس لیبر پالیسی کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار واضح طور پر مزدوروں کے حقوق کا اعتراف کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پالیسی کے پیش لفظ میں متذکرہ ہے:

"یہ پالیسی سماجی انصاف کے فروغ، مزدوروں کے حقوق اور ان کی بہبود کے حصول میں حکومت، آجرین اور کارکنوں کو انتظامی، قانونی اور عدالتی کاروائی میں رہنمائی فراہم کرے گی"[۴۰]۔

اسی بات کا درس نبی اکرم ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا يدخل الجنة سيي الملكة"[۴۱]۔ (اپنے ماتحتوں سے بد خلقی اور بدمعاملگی کرنے والے جنت میں داخل نہیں ہونگے)۔

یہ اسلام کی اس تعلیم کا اثر تھا کہ عرب کے وہ لوگ جو جاہلیت میں غلاموں اور مزدوروں کے ساتھ چوپایوں جیسا سلوک روا رکھتے تھے، ان کو اپنا بھائی بنا کر گلے لگا لیا اور جو خود کھایا، وہی ان کو کھایا۔ جیسا لباس انکو پہنانا چاہا، ویسا ہی خود بھی زیب تن کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے معمول کے بارے میں امام بخاری بیان فرماتے ہیں: ''كان ابن عمر لايأكل حتى يؤتى بمسكين يأكل معه''(۴۲)۔ (حضرت ابن عمرؓ کھانا تناول نہیں فرماتے تھے جب تک کوئی حاجت مند آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو جاتا)۔

۲۔ لیبر قوانین کی یکجائی اور عام فہم بنانا

اس لیبر پالیسی کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں لیبر قوانین کی تدوین کی ضرورت پر زور دیا گیا کہ ۳۶ قوانینِ محنت کو صرف ۶ عدد ضروری قوانین میں یکجا کر دیا جائے اور ان کو آسان، سادہ اور عام فہم بنایا جائے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ صنعتی تعلقات کے قوانین ۲۔ شرائط ملازمت کے ۳۔ اُجرت کی ادائیگی

۴۔ انسانی وسائل کی ترقی ۵۔ پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت ۶۔ بہبود کارکنان اور سماجی تحفظ کے قوانین

لیبر پالیسی کی یہ سفارش نہ صرف آجر و اجیر کے فرائض سے بحث کرتی ہے بلکہ اجیر کے حقوق کا مکمل طور پر تحفظ بھی فراہم کرتی ہے۔ جس میں ملازمت کا تحفظ معاشرتی و سماجی تحفظ وغیرہ شامل ہے۔ جسکی نگرانی کرنا حکومت کا فرض اولین بن جاتا ہے تاکہ سب کو بنیادی ضروریات میسر آسکیں۔

محمد محترم فہیم عثمانی فرماتے ہیں:

> ''نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہے کہ ہر وہ ضرورت بنیادی ضروریات میں داخل ہے جس کی تکمیل پر کسی انسان کی زندگی کی بقاء کا انحصار ہو اور جس کی عدم موجودگی میں انسانی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہو یا اس کے ضیاع کا احتمال ہو''(۴۳)۔

یہ بات واضح ہے کہ ان تمام لیبر قوانین کی تشکیل کا اولین مقصد مزدوروں کے حالاتِ کار کو بہتر بنا کر ان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرنا ہے جو کہ ایک اسلامی ریاست کی ابتدائی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی ایک روایت ہے: ''عن سلمان قال: ان الخليفة هو الذى يقضى بكتاب الله ويشفق على الرعية شفقة الرجل على أهله''(۴۴)۔ (سلمانؓ سے روایت ہے کہ خلیفہ وہ ہے جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرے اور رعایا پر اس طرح شفقت کرے جس طرح آدمی اپنے اہل و عیال پر شفقت کرتا ہے)۔

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ليس لابن آدم حق فى سوى هذا الخصال: بيت يسكنه وثوب يوارى به عورته، وجلف الخبز''(۴۵)۔ (ابن آدم کا دنیا میں صرف ان اشیاء کا حق ہے: ۱۔ گھر رہنے کے لیے ۲۔ کپڑا جسے پہن کر ستر پوشی کر سکے ۳۔ سادہ روٹی)۔

۳۔ عدالتی نظام برائے لیبر کی تنظیم نو

موجودہ لیبر پالیسی میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ انصاف کی جلد فراہمی کے لیے عدالتی نظام برائے لیبر (Labour Judiciary) کی تنظیم نو کرکے اسے سادہ اور مختصر بنایا جائے گا۔ اس کے تحت مزدوروں کو لیبر کورٹ کے حکم کے خلاف اگر اپیل کرنی ہے تو اپیل عدالتِ عالیہ (High court) میں کی جاسکے گی۔

یہ شق مزدوروں کو بر وقت انصاف فراہم کرنے کے لیے ایک اہم قدم ہے۔ اس کے تحت مزدوروں کے مختلف نوعیت کے مقدمات کا فیصلہ جلد از جلد کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

۴۔ ملازمین کے سماجی تحفظ کے پروگرام کی بہتری اور فروغ

اس لیبر پالیسی میں سفارش کی گئی کہ ملازمین کے سماجی تحفظ کے پروگرام اور بہبود کارکنان سے متعلق اداروں یعنی ورکرز ویلفیئر فنڈ (WWF)، ای او بی آئی (EOBI) اور صوبائی ادارہ سوشل سیکورٹی (ESSI) کی بہتری اور فروغ کو عمل میں لایا جائے۔

اس شق کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے محنت کشوں کو آج سے چودہ سو سال پہلے، جبکہ آج کی طرح نہ تو صنعتیں تھیں اور نہ ہی انکا تصور، جو حقوق عطا فرمائے تھے وہ آج جدید اور ماڈرن سوسائٹی جو اپنے آپ کو پچھلے تمام زمانوں سے افضل شمار کرتی ہے، آج بھی مزدوروں کو عطا کرنے سے نہ صرف قاصر ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ عطا نہیں کرسکتی تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ جیسا کہ خلیل الرحمٰن فرماتے ہیں:

> "اسلامی معاشرے میں ہر فرد کو نہ صرف جینے کی آزادی ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ اس کے حقوق پر کوئی مداخلت نہ کرے، نہ اس کی کمائی (املاک) چھینے اور نہ ہی کسی کو یہ حق ہے کہ وہ دوسرے کا حق بالجبر چھین لے یا اُسے اپنے قبضے میں لے لے" [۴۶]۔

۵۔ اُجرت کے نظام میں جنسی امتیاز کا خاتمہ

لیبر پالیسی میں اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ محنت کے شعبے میں عورت کے کردار کی وضاحت کی جائے اور انہیں ملازمت کے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں اور ان کے مقام کار میں سازگار ماحول فراہم کیا جائے لہٰذا مساوی قدر کے کام کے لیے مساوی تنخواہ کا اُصول، عالمی ادارہ محنت کے کنونشن کے مطابق اختیار کیا گیا ہے تاکہ تنخواہ/اُجرت کے نظام میں مساوات کو فروغ دیا جائے [۴۷]۔

اسلام نے ایک متوازن اور معتدل نظامِ اُجرت عطا کیا ہے اور اسلام میں عورتوں پر کام کرنے اور کمانے پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔

بقول رشیدہ پٹیل: ''کسی بھی جائز پیشے یا حیثیت سے کمانے میں عورتیں مردوں کے برابر آزاد ہیں اور ان کو اپنی کمائی پر پورا پورا اور بلا شرکتِ غیرے اختیار ہے۔ اسلام میں عورت اپنی املاک کے سلسلے میں قطعی خود مختار ہے، وہ جائیداد رکھ سکتی ہے، خرید سکتی ہے، فروخت کر سکتی ہے''(۴۸)۔

قرآن پاک بھی ہمیں اسی بات کا درس دیتا ہے: ﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾(۴۹)۔ (مردوں کیلئے وہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لیے وہ ہے جو وہ کمائیں)۔

عورت اور مرد کی کمائی کے اس حق کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو دونوں کے لیے اُجرت کے مساویانہ نظام کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے جو کہ بلاامتیاز جنسی تفریق کے ہے۔ لہٰذا اگر پاکستان میں، جو کہ ایک نظریاتی اسلامی مملکت ہے، عورت اور مرد کے معاشی میدان میں برابر کے حقوق کو اسلامی اُصولوں کے تحت تسلیم کیا جائے تو معاشی انصاف کا بول بالا ہو جائے گا۔

قرآن پاک میں نکاح، وصیت اور رضاعت کے بیان میں جہاں جہاں معاوضہ یا اجرت دینے کا ذکر ہے وہاں قرآن پاک نے لفظ ''معروف'' کا استعمال کیا ہے یعنی اُجرت اور مزدوری معروف طریقہ پر دی جائے، مثلاً رضاعت کے سلسلے میں اُجرت معروف طریقے پر ادا کرنے کا حکم یوں بیان ہوتا ہے: ﴿وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُواْ أَوْلاَدَكُمْ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّآ آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ﴾(۵۰) (اور اگر تم کسی دوسری عورت سے اپنے بچوں کو دودھ پلوانا چاہتے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم معروف طریقہ پر ان کو اجرت دو)۔

سید امداد الدین اسد کے مطابق:

> "Islam has granted man and woman equal rights to contract, to enterprise, and to earn and possess independently" (51).

۶۔ مشقتِ اطفال اور جبری محنت کے خاتمے کا اعتراف

پاکستان کی لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء میں کہا گیا کہ مشقتِ اطفال اور جبری مشقت کے خاتمے کے لیے قومی پالیسیوں اور عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ پاکستان نے عالمی ادارہ محنت کے کنونشن ۱۸۲ کی توثیق کو قبول کرتے ہوئے مزدور مارکیٹ میں داخلے کے لیے مشقتِ اطفال کی بدترین صورتوں کے ضمن میں عمر کی حد ۱۸ سال تک بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

اسلامی تناظر کی روشنی میں دیکھا جائے تو بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور ان کی کردار سازی کے سلسلے میں راہنما اُصول سامنے آتے ہیں تاکہ ان کو معاشرے کا ذمہ دار فرد بنایا جا سکے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بچوں کو ''اللہ کے پھول'' قرار دیا ہے اور فرمایا: ''ليس منّا من لم يرحم صغيرنا ولم يؤقّر كبيرنا''(۵۲)۔ (وہ (شخص) ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا ادب نہ کرے)۔

اسلام نے بچوں کے جو حقوق مقرر کیے ہیں۔ اگر ان کی روشنی میں اسلامی قوانین رائج کر دیئے جائیں اور بچوں کو ان کے جائز حقوق دیئے جائیں تو بچوں کی مشقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن اسلام نے تمام ذمہ داری صرف والدین پر ہی عائد نہیں کی بلکہ بچوں کی کفالت والدین، خاندان، برادری، معاشرے بلکہ ریاست پر عائد ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے تو باقاعدہ طور پر بچوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ دوران گشت جب کئی راتوں تک آپ کو ایک گھر سے بچے کے رونے کی آواز آئی تو فاتح شام نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ بچے کے رونے کا سبب حکومت کا وہ قانون ہے جس کے مطابق بچے کو سرکاری وظیفہ دودھ چھوٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے تو مائیں وظیفہ حاصل کرنے کے لیے وقت سے پہلے ہی بچے کا دودھ چھڑوانے کی کوشش کرتیں، بچے بھوک سے بلکتے اور مائیں انہیں لوریاں سنا کر کھجور، آب زم زم، جو اور زیتون کی عادی بنا کر حکومت سے وظیفہ حاصل کر لیتیں۔ وہ وظیفہ بچے کی نگہداشت اور گھر کے دیگر اخراجات پر صرف ہوتا۔ یہ ایک الگ بات ہے لیکن بچے کو دودھ چھڑوا کر چند سکوں کے لیے اسے وقت سے پہلے سخت غذا کو ہضم کرنے کی مشقت پر لگانا، جس کی اجازت نہ فطرت دیتی ہے نہ اسکا چھوٹا سا معدہ۔ یہ دنیا کی پہلی چائلڈ لیبر تھی جو ریاست کے ایک قانون تلے جنم لے رہی تھی۔[۵۳] حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے نہ اس پر این جی اوز کی کوئی ورکشاپ منعقد کروائی نہ کوئی سیمینار، نہ والدین کو کوئی سزا دی بلکہ انہوں نے اپنا ذاتی رائج کردہ قانون ختم کر کے قانونِ فطرت بحال کر دیا کہ بچے کو سرکاری وظیفہ کے لیے دودھ نہ چھڑایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے مولود بچوں کے حقِ خوراک کو سمجھتے ہوئے ان کے لئے بھی وظیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: ''كان عمر لا يفرض للمولود حتى يفطم قال: ثم أمر منادياً فنادى: لا تعجلوا أولادكم عن الفطام، فانا نفرض لكل مولود فى الاسلام، قال: وكتب بذلک فى الآفاق بافرض لكل مولود فى الاسلام''[۵۴]۔ (حضرت عمرؓ نو مولود بچے کا وظیفہ اس وقت تک جاری نہ کرتے تھے جب تک کہ اس کا دودھ نہ چھڑا دیا جاتا، راوی کہتے ہیں: لیکن بعد میں انہوں نے منادی کرادی کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر مسلمان بچے کی پیدائش کے وقت سے ہی اس کا وظیفہ جاری کریں گے۔ یہی حکم انہوں نے تمام اسلامی مملکت میں بھیج دیا کہ مسلمان کے ہر بچے کا اس کی پیدائش سے ہی وظیفہ مقرر کر دو)۔

لہٰذا اسے وظیفہ اس کی پیدائش کی پہلی سانس سے ہی ملنا شروع ہو گیا۔ اس طرح چائلڈ لیبر پر سب سے پہلی پابندی اور اس کی بنیادی وجوہات کا خاتمہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ نے کیا اور یوں بچوں کی ماں کے دودھ کی بجائے سخت غذا کو ہضم کرنے کی مشقت کا خاتمہ ہو گیا۔

پاکستان کی لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء کے یہ وہ نکات ہیں جو کافی حد تک اسلامی تعلیمات سے مماثلت رکھتے ہیں اور پاکستان کے مزدوروں کے حالاتِ کار کو بہتر بناتے ہیں۔

ب۔ لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء کے اسلامی تعلیمات کے مخالف پہلو

پاکستان کی اس نئی لیبر پالیسی کے اعلان کے بعد بھی آج پاکستانی محنت کش طبقہ بہت سے مسائل اور حق تلفیوں کا شکار ہے، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں غربت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ار ۴۰% پاکستانی غربت کی شرح سے کم معیار پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ اس لیبر پالیسی میں کچھ ایسے نکات بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق نہیں ہیں مثلاً:

ا۔ کم اُجرت کا تعین

موجودہ لیبر پالیسی میں مہنگائی کے دور میں کم از کم تنخواہ صرف ۲۵۰۰ روپے ماہوار رکھی گئی۔ جبکہ مہنگائی کے تناسب سے مزدوروں کی تنخواہیں نہایت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اُجرت کے معاملے میں کہا گیا تھا کہ ''سہ فریقی کانفرنس میں مزدور رہنماؤں نے کم از کم تنخواہ ایک تولہ سونا کی قیمت کے برابر مقرر کرنے کا کہا تھا، ہم وہ تو نہ کر سکے مگر تنخواہ پر ہر تین سال بعد نظر ثانی کی جائے گی''(۵۵)۔

اس کے برعکس اسلامی تعلیمات کے مطابق مزدوروں کو اتنی اجرت ملنی چاہیے، جس سے ان کی بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں جو کہ غذا، لباس اور مکان ہی نہیں بلکہ اس میں علاج اور تعلیم بھی شامل ہے۔

بقول مولانا مجیب اللہ ندوی: ''اسلامی نقطہ نظر سے مزدوروں کی اجرت کا معیار اجرت متعارفہ (Nominal wage) نہیں بلکہ اجرتِ صحیحہ (Real Wage) ہے یعنی ان کو اتنی اجرت ملنی چاہیے، جس سے ان کی بنیادی ضرورت پوری ہو سکے''(۵۶)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جن تین آدمیوں کے خلاف خود مدعی ہوں گا، ان میں ایک شخص کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''رجل استاجر أجیر أو استوفی منه ولم یعط أجره''(۵۷)۔ (وہ شخص ہے جس نے کوئی مزدور رکھا اور اس مزدور نے اس کا کام پورا کر لیا مگر اس نے اس کی اجرت ادا نہ کی)۔

اس طرح سے نبی اکرم ﷺ نے مزدوروں کی مناسب مزدوری کے بارے میں اصول نافذ فرمایا کہ مزدور کی اجرت کا تعین پہلے ہی کر لینا چاہیے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ''أن رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم نهی عن استیجار الاجیر حتیٰ یبین له، أجره''(۵۸)۔

واضح رہے کہ حضور ﷺ نے تعیین محنت واجرت پر صرف اس لیے زور دیا ہے کہ اس سلسلے میں مزدوروں پر بہت زیادتی ہوتی ہے کیوں کہ وہ مجبور ہوتے ہیں اور آجر ان کی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

۲۔انجمن سازی/ٹریڈ یونین کے حق سے محروم کرنا

لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء میں زرعی شعبے کے محنت کشوں کے مفاد کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی کمیٹی بنانے کی

تجویز پیش کی گئی لیکن مزدوروں کو ٹریڈ یونین وانجمن سازی کے حق سے محروم کیا گیا ہے۔ جبکہ "ٹریڈ یونین کا رکنوں کی ایک جمہوری و مستقل تنظیم ہے جو کہ کارکن رضاکارانہ طور پر خود بناتے ہیں اور خود ہی کارکنوں کی فلاح و بہبود اور ملکی پیداوار میں اضافہ کے لیے چلاتے ہیں"[۵۹]۔

اسلام کی روح دراصل ظلم کی نفی میں مضمر ہے۔ پورے اسلامی نظام میں قدم قدم پر ظلم کے خلاف جدوجہد کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ﴾[۶۰]

(آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں)۔

اس طرح اسلام ایک ایسی اجتماعیت کا خواہاں ہے، جس میں ہر ایک فرد دوسرے فرد کا مددگار ہو اور پورے اجتماع کی فلاح و بہبود کا خواہاں ہو۔ اسلامی نقطہ نظر سے مزدور انجمنوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ محروموں کی اشک شوئی کرکے احساسِ محرومیت کو ختم کیا جائے۔ چنانچہ لیبر یونین کے فرائض پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر سی۔اے۔ قادر فرماتے ہیں:

"لیبر یونین کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو اس کے دو فرائض واضح طور پر ابھرتے ہیں اس کا ایک فریضہ فیکٹری کے بعض معاشی اور سماجی حالات کو بدلنا ہوتا ہے مثلاً اجرتیں بڑھانا، اوقاتِ کار کم اور کارگزاروں کی فلاح و بہبود کے لیے لڑنا جھگڑنا۔ (دوسرا فریضہ)، انتظامیہ کے اختیارات کو کم کرنا اور اپنے اختیارات کو بڑھانا ہے"[۶۱]۔

اسلام تعاون اور باہمی الفت و یگانگت کا مذہب ہے چنانچہ اس نے اس بنیاد پر مزدوروں کی انجمن سازی کا ایک انقلابی تصور پیش کیا ہے۔ جس کے تحت وہ ایک کنبے کی مانند ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔

اسلام صرف مزدوروں کو ہی نہیں بلکہ اجیروں اور مل مالکان کو بھی انجمن سازی کا حق دیتا ہے۔

۳۔اُجرت میں جنسی تفریق کے امتیاز پر عملی نفاذ نہ ہونا

اگرچہ اس پالیسی میں خواتین اور مردوں کی تنخواہوں میں تفریق ختم کرنے کی خوش آئند بات کہی گئی ہے لیکن اس کا کوئی عملی طریقہ کار یا لائحہ عمل وضع نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے یہ ناقابل عمل ہے۔

"خبر نامہ" کی مقالہ نگار کے مطابق:

"اگرچہ لیبر پالیسی کا اعلان ایک قابل ستائش قدم ہے مگر لیبر پالیسی میں محنت کش خواتین اور خصوصاً زرعی و غیر رسمی شعبے، کمرشل اداروں اور بھٹوں پر کام کرنے والی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں ٹھوس لائحہ عمل واضح نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کام کی جگہ پر جنسی ہراساں کرنے کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی گئی"(۶۲)۔

۴۔ چائلڈ لیبر قوانین پر عملاً نفاذ نہ ہونا

نئی لیبر پالیسی میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے ملازمت کی عمر کم از کم ۱۸ سال مقرر کی گئی ہے، جبکہ عملی طور پر چھوٹے چھوٹے بچوں کا پاکستان کے ہر ادارے میں ہر طرح کی مزدوری کرنا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس پالیسی پر عملاً نفاذ نہیں ہو رہا اور حکومت نے اس کی نگرانی کا کوئی خاص لائحہ عمل بھی وضع نہیں کیا گیا۔

لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء سے پہلے ۱۹۹۱ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے بچوں کی ملازمت کا جو ایکٹ منظور کیا۔ اس کے تحت عمر کا تعین ۱۵ سال برائے مزدوری طے کیا گیا اور ان سے ۷ گھنٹوں سے زیادہ مزدوری لینا جرم قرار دیا گیا۔

بقول نیاز علی ناز: "ایسی بہت سی باتیں ہیں جو ہمارے حکمران کرتے ہیں لیکن ان کو عملی شکل دینے کے لیے مؤثر اقدامات نہیں کرتے کیوں کہ ان قوانین کے باوجود بچوں کا استحصال ہو رہا ہے جبکہ صنعت کار اور آجر بچوں اور ان کے غریب والدین کی مجبوریوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور اس کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں"(۶۳)۔

اسلام بچوں کو نعمت خداوندی قرار دیتا ہے اور مقرر حدِ عمر تک وہ والدین اور ریاست کو مقید کرتا ہے کہ ان کے جائز حقوق ادا کیے جائیں اور ان کی تربیت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے۔

۵۔ حق ہڑتال و تالہ بندی کا خاتمہ

مزدوروں کے پاس اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے ہڑتال ہی وہ واحد ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ اپنے حقوق منوا سکتے ہیں۔ جبکہ مغربی مفکرین حق ہڑتال کے خلاف ہیں اور اس کو غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔ اس لیبر پالیسی میں مزدوروں کے حق ہڑتال و تالا بندی کو ختم کیا گیا ہے اور خلاف ورزی کرنے والے کو موجب سزا قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ اسلام نے بے زبانوں اور مجبوروں کو نہ صرف حق احتجاج دیا بلکہ بے زبانوں کو زبان دی اور زور آوروں سے زبردستی مجبوروں کے حق کو چھین لیا۔

اسلام نے کہا ہے کہ مزدور کو اتنی مزدوری ملنی چاہیے کہ جس سے اس کی تمام بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں تاکہ نہ وہ احتجاج کریں اور نہ ہی ہڑتال کی نوبت پیش آئے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُوْلَئِكَ لَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ - وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾(۶۴)

(اور جو اپنے اُوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکش کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے)۔

اگرچہ اسلام حق احتجاج عطا کرتا ہے لیکن پھر بھی دوسرے لوگوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر آجر واجیر میں باہمی کش مکش اور جھگڑا ہو جائے تو دونوں جماعتوں میں صلح کرا دے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو شہید قرار دیا ہے جو اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا: ''من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان''[۲۵]۔(ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ "تو جب بھی ظلم ہوتا دیکھے تو اسے اپنی قوت بازو سے روک دے۔ اگر تو ایسا نہ کرسکے تو پھر زبان سے اس کے خلاف جدوجہد کرے اور اگر تو زبان سے بھی اسے نہ روک سکے تو پھر دل سے اسے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے)۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اسلامی حکومت کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''لئن بقيت ليبلغن الراعى بصنعاء نصيبه من هذا الفيء''[۲۶]۔(اگر میں زندہ رہا تو اس مالِ فئی میں سے (ہر مسلمان حتی کہ) صنعاء (یمن) میں بسنے والے چرواہے کو بھی اس کا حصہ (اور حق) پہنچے گا [یعنی لوگوں کو اپنے حقوق کے لئے سرکاری عمال کے پیچھے نہیں بھاگنا پڑے گا])۔

الغرض یہ وہ اہم نکات ہیں جو صریح انداز میں عملاً اسلامی تعلیمات سے مکمل غیر ہم آہنگی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور ان ہی بنیادی باتوں کی وجہ سے آجر واجیر کے درمیان باہمی جھگڑے اور تنازعات پیدا ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پاکستان کی لیبر پالیسی کی تشکیل جدید کے لیے تجاویز (مزدور سروے رپورٹ کے مطابق)

اگرچہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے لیکن ابھی بھی پاکستان کے موجودہ لیبر قوانین اور لیبر پالیسی میں اصلاح کی گنجائش ہے چنانچہ لیبر پالیسی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق مکمل طور پر تشکیل دینے کے لیے درج ذیل تجاویز زیرِ قلم کی جاتی ہیں:۔

۱۔حکومت کی مثبت نگرانی ۲۔محتسب کا تقرر کرنا ۳۔بنیادی حقوق کی فراہمی ۴۔اُجرت کا مناسب تعین
۵۔بروقت ادائیگی ۶۔اجتماعی سوداکاری کا حق دینا ۷۔مزدوروں کو سماجی تحفظ فراہم کرنا
۸۔کام بقدرِ استطاعت ہو ۹۔مزدور نمائندہ مقرر کرنا ۱۰۔مزدور کا منافع میں حصہ
۱۱۔فوری انصاف فراہم کرنا ۱۲۔خواتین کی معاشی ترقی کے لیے اقدامات کرنا ۱۳۔جاگیر دارانہ نظام کا خاتمہ

۱۴۔ صنعتی و کمرشل اداروں پر اطلاق ۱۵۔ کنٹریکٹ سسٹم کا خاتمہ ۱۶۔ پنشن کی سہولت

خلاصہ بحث

پاکستان مثبت طور پر تعمیری اور اخلاقی مقاصد کی حامل ایک ریاست ہے۔ اس کا بنیادی نظریہ اسلام مفاد پرستی، طبقاتی احساس اور تصادم کو غلط سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک مسلمان معاشرے میں کسی مسلمان مزدور تنظیم کے لیے طبقاتی راستہ اختیار کرنا اسلام کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں مزدوروں کو صحیح مقام اور حقوق دلانے کے لیے مختلف لیبر قوانین اور لیبر پالیسیاں مرتب کی گئیں۔ جن کو اسلام تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ یہ کوشش تحریری طور پر تو کامیاب ہوئی لیکن عملاً مکمل طور پر نہ ہو سکی۔ جس کی وجہ سے آج بھی پاکستانی مزدور بے چینی اور کش مکش کا شکار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ''موجودہ حکومت کی جانب سے ملک بھر میں محنت کشوں کے حوالے سے کیئے جانے والے عملی اقدامات اور نئی اعلان کردہ پالیسی میں قطبین کا فاصلہ ہے''(۶۷)۔ جبکہ محنت واُجرت کے میدان میں اسلام نے زریں اصول متعین کیے اور واضح مقاصد کا علمبر دار ہے۔ لہٰذا اسلامی نظام و تعلیمات کی روشنی میں ہی لیبر قوانین اور لیبر پالیسی کی تشکیل صحیح معنوں میں کامیاب قرار دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اسلام میں مزدور کو بلند مقام حاصل ہے اور اس کے حقوق و فرائض نہ صرف متعین کر دیئے گئے ہیں بلکہ ان کی حفاظت کا بھی پورا پورا بندوبست کر دیا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ خلیل الرحمٰن، اسلام کا نظریہ محنت، آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر، راولپنڈی، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۷۔

۲۔ سورۃ الحجرات، ۴۹: ۱۳۔

۳۔ قاموس مترادفات، مؤلف وارث سرہندی، اُردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص: ۲۷۵۔

۴۔ سورۃ القصص، ۲۸: ۲۶۔

۵۔ سورۃ القصص، ۲۸: ۲۴۔

۶۔ بیضاوی، امام، تفسیر بیضاوی، مطبوعہ نولکشور پریس، انڈیا، ج:۱، ص: ۳۳۸۔

۷۔ سبزواری، شوکت، سرمایہ ومحنت (ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد، جنوری ۱۹۷۲ء)، ش: ۷، ج: ۹، ص: ۵۰۰۔

۸۔ اصفہانی، راغب امام، مفردات القرآن، اہل حدیث اکادمی، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص: ۲۲۶۔

۹۔ طفیل ہاشمی، محمد ڈاکٹر، مزدور اسلام کی نظر میں، (ماہنامہ المعارف، لاہور، ستمبر ۱۹۷۶ء)، ش: ۵، ج: ۹، ص: ۳۴۔

۱۰۔ سورۃ النساء، ۴: ۱۔

۱۱۔ سورۃ آل عمران، ۳: ۱۹۵۔

۱۲۔ ھیثمی، حافظ نورالدین علی، مجمع الزوائدو منبع الفوائد، مکتبہ القدسی، قاہرہ، (م ۱۳۵۲ھ)، ۴/ ۹۸۔

۱۳۔ مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج من مسلم قشیری (۲۰۶ تا ۲۶۱ھ)، الصحیح، دار الاحیا التراث العربی، بیروت، لبنان، کتاب الایمان، باب: سنان المملوک مما یا کل والباسه مما یلبس ولا یکلفه ما یغلبه، ۳/ ۱۲۸۲، رقم: ۱۴۴۱۔

۱۴۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹ تا ۲۷۳ھ)، السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ، کتاب الرھون، باب أجر إلا اجراء، ۲/ ۸۱۷، رقم: ۲۴۴۳، بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین (۳۸۴ تا ۴۵۸ھ)، السنن الکبری، مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۴ھ، ۶/ ۱۲۰، رقم: ۱۱۴۳۴۔

۱۵۔ قادری محمد ایوب، ڈاکٹر، اجرت اور اسلام، (ماہنامہ المعارف لاہور، فروری، مارچ ۱۹۷۷ء)، ش: ۲۔۳، ۱۰/ ۴۴۔

۱۶۔ مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب: سنان المملوک مما یا کل والباسه مما یلبس ولا یکلفه ما یغلبه، ج: ۳، ص: ۱۲۸۴، رقم: ۱۶۶۲، ابو عوانۃ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰ تا ۳۱۶ھ)، المسند، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، ج: ۴/ ۴۷، رقم: ۶۰۷۳۔

۱۷۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴ تا ۲۵۶ھ)، الصحیح، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھ، کتاب الایمان، باب: المعاصی من أمر الجاهلیة ولا یکفر صاحبها بارتکابها الا بالشرک، ۱/۲۰، رقم: ۳۰، مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب: سنان المملوک مما یا کل والباسه مما یلبس ولا یکلفه ما یغلبه، ج: ۳/ ۱۲۸۴، رقم: ۱۶۶۲۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ علی حیدر، خواجہ، تجدید عہد کادن، (ماہنامہ اظہار، کراچی، مئی جون ۲۰۰۳ء محکمہ اطلاعات و شعبہ مطبوعات حکومت، سندھ، کراچی)، ش: ۵۰۔۶، :۵ /۷ ۔

۲۰۔ قوانین محنت (اُردو ترجمہ)، (آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر، راولپنڈی، ۱۹۹۹ء)، ص: ۱۵ ۔

۲۱۔ قوانینِ محنت (جاری کردہ) آل پاکستان فیدریشن آف لیبر (APFOL)، راولپنڈی، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۱۸۔۱۲۱۔

۲۲۔ ایضاً، ص: ۱۲۱۔۱۲۸ ۔

۲۳۔ ٹریڈیونین و دیگر انسانی حقوق، (دوروزہ سیمینار کی رپورٹ، APFOL، راولپنڈی، ۲۰۰۳ء)، ج: ۴ /۱ ۔

۲۴۔ لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء (اُردو ترجمہ)، APFOL، راولپنڈی، ۲۰۰۳ء، ص: ۹ ۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۰۔

۲۶ ۔Labour Policy, 2002. (English) Kausar Brothers law book publisher, Lahore, P.No.9.

۲۷۔ بخاری، الصحیح ، کتاب الایمان، باب :المعاصی من أمر الجاهلية ولا يكفر صاحبها بارتكابها الا بالشرك، ۱/۲۰، رقم: ۳۰۔

۲۸۔ ابو داود، السنن، کتاب الادب، باب فی حقوق المماليك، ج: ۴، ص: ۳۴۱، رقم: ۵۱۶۴، ترمذی، السنن، کتاب البروالصلة، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، ۴ / ۳۳۶، رقم: ۱۹۴۹ ۔

۲۹۔ قوانینِ محنت، ص: ۲۱ ۔

۳۰۔ شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم محدّث دہلوی (م ۱۷۶۲ء، حجۃ اللہ البالغہ، المکتبہ السّلفیہ، لاہور، ۲ / ۵۳۷۔

۳۱۔ ہیکل، حسین، محمد، ابو بکرؓ، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۸۶ ۔

۳۲۔ ابو یوسف، یعقوب ابراہیم، کتاب الخراج، المطبعۃ السلفیۃ و مکتبھا، ۱۳۹۷ھ، ص: ۱۷ ۔

۳۳۔ خورشید احمد، پاکستان میں محنت کشوں کو درپیش مسائل، (روزنامہ جنگ، راولپنڈی، جمعرات یکم مئی ۲۰۰۳ء) ۔

۳۴۔ قوانینِ محنت، ص: ۳۰ ۔

۳۵۔ ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، داربیروت للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، ۱۹۷۸ء، ۳ / ۳۰۵۔

۳۶۔ نیاز علی ناز، محنت کشوں کے حقوق، (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، جمعرات ۲ مئی ۲۰۰۳ء) ۔

۳۷۔ غفاری، نور محمد، مولانا ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۵۴ ۔

۳۸۔ گیلانی، مناظر احسن، مولانا سید، اسلامی معاشیات، شوکت علی اینڈ سنز، کراچی ۱۹۶۲ء، ص: ۳۵ ۔

۳۹۔ مسودہ لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء، (اُردو ترجمہ)، APFOL، راولپنڈی، ۲۰۰۳ء، ص: ۱ ۔

۴۰۔ ایضاً، ص: ۲ ۔

۴۱۔ ابن ماجہ، السنن کتاب الادب، باب: الإحسان الی المماليك، ۲/ ۱۲۱۷، رقم ۳۶۹۱۔

۴۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأطعمة، باب المؤمن یأکل فی معی واحد،ج:۵ / ۲۰۶۱، رقم:۵۰۷۸ ، بیہقی، شعب الایمان، ۵ / ۲۲، رقم : ۵۲۲۹۔

۴۳۔ فہیم عثمانی، محترم، محمد، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص:۵۱۔

۴۴۔ ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان۱۹۸۶ء، ص:۶۔

۴۵۔ ترمذی، ابو اسحاق محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، دارالغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، کتاب الزھد، باب، ج: ۴ /۵۷۱، رقم: ۲۳۴۱۔

۴۶۔ اسلام کا نظریہ محنت، ص: ۱۰۳ ۔

۴۷۔ لیبر پالیسی ۲۰۰۲ء۔

۴۸۔ رشیدہ پٹیل، پاکستانی عورت کی سماجی و قانونی حیثیت، کل پاکستان انجمنِ پاکستان، ۱۹۸۱ء، ص:۳۸ ۔

۴۹۔ سورۃالنسآء، ۴ : ۳۲ ۔

۵۰۔ سورۃالبقرۃ، ۲ : ۲۳۳ ۔

۵۱ ۔ Syed Imad-ud-Din Asad: "Gender equality in Islam", daily "Dawn" Rwp. April 05,2002.

۵۲۔ خطیب تبریزی، ولی الدین محمد بن عبداللہ، (م ۷۴۳ھ)، مشکوۃ المصابیح، دارالارشاد، کراچی، باب البر و صلة فصل دوئم، ۲/۵۱۹، رقم: ۴/۲۴/ ۴۷۵۱۔

۵۳۔ نعمانیؒ، شبلی، علامہ، الفاروق، مطبوعہ، مدینہ پبلیشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۵ء، ص: ۹۷ ۔

۵۴۔ ابو عبید، قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) کتاب الاموال، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ، ص: ۳۰۲، رقم: ۵۸۳۔

۵۵۔ اداریہ خبر نامہ ورکنگ وویمن آرگنائزیشن، جولائی۔اگست ۲۰۰۲ء، لاہور۔

۵۶۔ اسلامی قانونِ محنت واُجرت: ص: ۱۸۱ ۔

۵۷۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإجارہ، باب إثم من منع أجر الاجیر، ۱ / ۱۴۰۹، رقم: ۲۱۲۵ ۔

۵۸۔ البیھقي، کتاب الإجارہ، ۶ / ۱۲۔

۵۹۔ تعلیمی پراجیکٹ بنیادی ٹریڈ یونین تعلیم، APFOL، راولپنڈی، ۲۰۰۲ء، ص: ۶ ۔

۶۰۔ سورۃالنسآء، ۵۷: ۴ ۔

۶۱۔ سی۔اے قادر۔ڈاکٹر، پروفیسر، صنعتی معاشریات، ادارہ تالیف وترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص: ۶۲۔

۶۲۔ پروین عاشق، خبر نامہ، ورکنگ ویمن آرگنائزیشن لاہور، ستمبر۔اکتوبر ۲۰۰۲ء، ص: ۶ ۔

۶۳۔ نیاز علی ناز، محنت کشوں کے حقوق، (روز نامہ نوائے وقت، لاہور، جمعرات، ۲ مئی ۲۰۰۳ء، ص: ۶ ۔

۶۴۔ سورۃالشوریٰ، ۴۲: ۴۲۔۴۳۔

۶۵۔ **مسلم**، الصحیح، کتاب ایمان، باب: بیان کون النهي عن المنکر من الایمان، **ج:۱/ ۶۹**، **رقم:۴۹** ۔

۶۶۔ **ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم (۱۱۳۔ ۱۸۲ھ)**، کتاب الخراج، **دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ص:۲۵** ۔

۶۷۔ **ناز محی الدین شاد، م ن، ص:۶۸** ۔

علوم اِسلامیہ میں تحقیقی مقالے کے موضوع کا اِنتخاب اور خاکہ سازی:

جدید رہنما اُصول اور طریقے

Selecting a Research Topic and Preparing its Synopsis: Current Techniques and Means for the Researchers in Islamic Studies

خورشید احمد سعیدی*

Abstract

There is ever-growing number of MS and PhD students along with general researchers in Pakistan who are in need of improved rules, principles, and sources to choose a researchable topic and prepare its logical synopsis in the vast area of Islamic Studies. Although there are authors who have written a number of books on research methodology in Urdu language, most of them address the researchers in Urdu language and literature. There are a few books written to guide the researchers in Islamic Studies. However, they neither cover the needs of current community of researchers nor they point out the support of the Higher Education Commission of Pakistan for the researches.

After reviewing the available literature and noting many deficiencies in the books of research methodology in Urdu language, this paper contributes to fill the gap to some extent. To save the time of the researchers in choosing a relevant topic, to enable them to start their work without any serious problem and to play their role in the development of the nation, this paper addresses three basic questions. They are: What are the current and researchable fields and areas in the vast discipline of Islamic Studies? What are the most logical steps and stages in choosing a researchable top in any specialization of Islamic Studies? How to write an acceptable synopsis for research in Islamic Studies?

In this way, this paper is divided into three parts. In the first part, it points out various areas and fields of research; in the second part, it explores the steps, means and ways to choose an appropriate topic; and inthe third part, it points out the latest sources of data provided by HEC, HEC-approved supervisors and journals, magazines in Urdu and Arabic languages, and online libraries in Urdu and Arabic languages. In general, this paper is constructive, suggestive and instructive.

* لیکچرر، شعبہ تقابل ادیان، کلیہ اُصول الدین (اسلامک اسٹڈیز)، اِنٹر نیشنل اِسلامک یونیورسٹی، اِسلام آباد، پاکستان۔